کہ یہ تحقیق کتنی کامیاب اور مکمل ہوتی ہو گی[۱]۔ میں نہیں سمجھتا کہ آجکل کے ماہرین علم نباتات ابن الصوری سے زیادہ تحقیق و تدقیق کا ثبوت دے سکتے ہیں۔ عربوں نے طبیعات (فزکس) پر بھی اپنی محنت و کوشش صرف کی چنانچہ اس باب میں بھی نئی نئی بحثیں ان کی بدولت ہمیں نظر آتی ہیں۔ پہلے تو انھوں نے یونانی کتب کا ترجمہ کیا اور ترجمے کے بعد اس فن میں انھوں نے حسب عادت وسعت کی بہت سے مسائل کا اضافہ کیا ان کی ترقی کا یہ عالم تھا کہ روز بروز اپنے لئے وہ نئی راہیں پیدا کرتے رہے انھوں نے ایسے آلات بنائے تھے۔ کہ جن کے ذریعہ سے وہ ثقل نوعی تک کا حساب رکھتے تھے ایسے ایسے پیمانے انھوں نے ایجاد کئے تھے کہ ایک گرام کے ۴۰۰۰ وجھے سے کم وزن کا فرق تک وہ معلوم کر لیتے تھے نظریہ جذب کے متعلق بھی ان کے بہت سے اقوال ملتے ہیں۔ روشنی کے متعلق بھی ان کے نظریات ہیں کہ اس سے پہلے کسی کی رسائی ذہن وہاں تک نہ ہوئی تھی بلکہ اس مسئلہ میں انھوں نے بہت سے اضافے کئے۔ یونانیوں کی صحت طلب آراء و افکار کی تصحیح کی اس سلسلے میں اگر آج عربوں کے اضافے نہ ہوتے تو یہ مسئلہ اس منزل تک نہ پہنچتا جہاں آج نظر آ رہا ہے بعض ارباب نظر کا خیال ہے کہ اس سلسلے پر عربوں کے مقالات و نظریات ہی کی بدولت دوربین کی ایجاد عمل میں آئی۔ امراض چشم اور ان کی تشریح سے متعلق بھی عربوں کا بہت سا تحریری مواد موجود ہے موسیقی میں وتر خاص عربوں ہی کی ایجاد ہے جسے زریاب نے اندلس میں اضافہ کیا تھا قانون بھی عربوں کا ایجاد کردہ ہے۔ اس کی موجودہ ترکیب (ساخت) فارابی کی دی ہوئی ہے یہ مشہور قصہ تو اکثر کو معلوم ہے کہ فارابی نے ایک باجہ ایجاد کیا تھا جو صرف دو لکڑیوں سے بنا تھا ان لکڑیوں کی ترتیب میں جب ذرا سا تغیر کر دیا جاتا تھا تو مختلف قسم کے راگ نکلتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ وہ سیف الدولہ کے دربار میں حاضر تھا۔ اس سے سوال کیا گیا کہ تم گانے بجانے سے ذوق رکھتے ہو۔ فارابی نے اثبات میں جواب دیا پھر اپنی جیب سے ایک خریطہ نکالا اسے کھولا اور اس میں سے وہ لکڑیاں نکالیں انھیں ایک خاص انداز میں ترتیب دیا اور بجانا شروع کیا تو یہ حال ہوا کہ مجلس میں جتنے لوگ تھے سب کا ہنستے ہنستے برا حال ہو گیا۔ پھر ان لکڑیوں کی ترتیب میں ایک خاص تغیر کیا اور بجانا شروع کیا اب کے اہل مجلس پر راگ کے اثر سے گریہ طاری ہو گیا۔ اور ہر شخص بے حال ہو گیا۔ اس کے بعد پھر اس نے اپنی لکڑیوں میں ایک خفیف سا تغیر کیا اور بجانے لگا نتیجہ یہ ہوا، حضار محفل پر غنودگی طاری ہوئی اور دربان تک خراٹے لینے لگے فارابی نے لکڑیاں جیب میں رکھیں اور یہ جا وہ جا غائب ہو گیا۔ فضائے آسمانی میں پرواز کا خیال بھی سب سے پہلے عربوں کو آیا سب سے پیشتر اس معاملہ کی طرف جس کا ذہن منتقل ہوا، وہ عباس ابن فرناس تھا۔ نفح الطیب میں ہے کہ:-

عباس نے اپنے جسم کو فضا میں اڑانے کی کوشش کی پہلے اس نے اپنے بدن پر پر جڑے پھر دو بازو تیار کئے جیسے چڑیوں

---

۱ ابن ابی اصیبعہ طبقات الاطبا ج ۲ ص ۲۱۹ ۲ ڈاکٹر حروف بسائط علم الفلک ص ۲۲

۳ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا مادہ ۴ کاجوری تاریخ الفزکس ص ۲۳ ۵ ابن خلکان ج ۲ ص [illegible]

۶ ابن خلکان ج ۲ ص [illegible]

کے ہونے میں اس کے بعد اس نے فضا میں کافی عرصہ تک پرواز کی لیکن یہ پہلا تجربہ اس کے لئے ایک حد تک تکلیف دہ ثابت ہوا۔ اترتے وقت اس کے جسم کے پچھلے حصے میں کچھ چوٹ آئی اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ پرندہ اترتے وقت اپنے پچھلے حصے سے مدد لیتا ہے۔ عباس نے یہ غلطی کی کہ دم نہیں بنائی [1]

اب ہمیں چاہیئے کہ عربوں نے فن ریاضیات اور فلکیات میں جو ترقی کی تھی ایک نظر اس پر بھی ڈال لیں دونوں مسئلوں پر علماء یونان اور ہندوستان کا جو تحریری مواد تھا اس سے استفادے کے بعد عربوں نے اس مثال میں بھی قابل قدر اضافہ کیا حساب میں عدد کے خواص اور دوسرے تعلقات پر انھوں نے سیر حاصل بحثیں کی ہیں۔ لفظ صفر بھی سب سے پہلے عربوں کے قلم سے نکلا۔ کسر عشری بھی عربوں ہی کا وضع کیا ہوا ہے، نو کا عدد گرا کے جمع کرنے کا اصول بھی عربوں ہی کی جانب منسوب ہے[2] ہندسوں کو انھوں نے نقل کر کے رواج دیا خوارزمی نے اپنی ایک تالیف میں لکھا ہے کہ موجودہ ہندسے ہم کو ہندیوں سے پہنچے ہیں[3]۔ اور عربوں سے انگریزوں نے لئے ہیں۔ فن جبر و مقابلہ میں اگر یونانیوں کو کچھ درک تھا بھی تو بہت ناقص، ہم بلا خوف تردید یہ دعوے کر سکتے ہیں کہ یہ فن بھی عربوں ہی کے وضع کردہ فنون میں سے ایک ہے کاجوری کا قول ہے کہ جب اس پر نظر جاتی ہے کہ عربوں نے جبر و مقابلہ کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا تو عقل حیران رہ جاتی ہے۔ سب سے پہلے لفظ جبر کا استعمال بھی عربوں نے کیا اور ان سے انگریزوں نے لیا اس فن پر انھوں نے مستقل نظریات بھی قائم کئے تھے جو اس وقت تک قائم ہیں۔ معادلات کے لئے حلول جبری و ہندسی بھی انھوں نے ایجاد کئے۔ درجہ ثانیہ اور ثالثہ کے لئے معادلات سے بھی انھوں نے سب سے پہلے دنیا کو روشناس کرایا اس فن میں عربوں نے ایسی ایجادیں کیں کہ علماء فرنگ آجتک انگشت بدنداں ہیں۔ کاجوری کا قول ہے کہ معادلات تعلیمی کا حل[4] جو قطوع مخروط کے واسطے سے ہوتا تھا عربوں کا سب سے بڑا کارنامہ ہے درجہ رابعہ کے معادلات کے بعض اوضاع بھی انھوں نے حل کئے ہیں۔ مامون کے حکم سے محمد بن خوارزمی نے اس علم پر ایک کتاب شائع کی جس نے بڑی شہرت حاصل کی جس سے ساری دنیا میں خوارزمی کا نام پھیل گیا۔ علماء فرنگ نے فن جبر پر جتنی کتابیں تحریر کیں وہ اسی کتاب پر مبنی تھیں۔ یہ کتاب فرنگیوں کے کورس میں بھی داخل رہی اور ایک مدت دراز تک یہ لوگ اس سے استفادہ کرتے رہے مثلثات میں بھی عربوں نے بہت جدت سے کام لیا نصف مثلثہ کے اعداد میں عربوں نے سب سے پہلے مماس کو داخل کیا[5]۔ تناسب جیوب کا قانون بھی عربوں ہی کے انکشافات کا نتیجہ ہے اور ان کے فخر کو یہ کافی ہے کہ کروی مثلثات کے حل کا عام قاعدہ انھوں نے بنایا نظیر مماس اور قاطع اور اس کی نظیر ان چیزوں کے لئے جدولیں بھی سب سے پہلے عربوں نے تیار کیں اور واقعہ تو یہ ہے۔

---

[1] المقری نفح الطیب ج ۲ ص ۲۳۲ [2] کتاب تراث الاسلام ص ۳۹۴ [3] سمت کارپنکی الدرتام الہندیہ العربیہ ص ۵ [4] تاریخ الریاضیات ص ۱۰۷ [5] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا مادہ مثلثات نصیر الدین طوسی شکل القطاع ص ۱۲۶

کہ علم المثلثات میں عربوں نے کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑی کہ پھر اس پر خاص طور سے کوئی اضافہ کیا جاتا چنانچہ علمائے فرنگ کو بھی اس کا اعتراف ہے۔

فلکیات میں بھی عربوں نے اپنی ذہانت و قابلیت اور ایجاد و اختراع کا ایک زمانے سے لوہا منوالیا انھوں نے سابق فلکی علماء کی طرح یہ نہیں کیا کہ نظریات ہی قائم کرکے رہ گئے ہوں۔ بلکہ انھوں نے اس فن کو عملیات میں داخل کرلیا رصد وغیرہ کا قائم کرنا بعض نہایت اہم نظریات فلکی عربوں ہی کے طبع رسا کا نتیجہ ہے انھوں نے بہت سے رصد خانے قائم کئے اور ان میں منفعت بخش ارصاد کا انتظام کیا۔ اس فن میں انھوں نے ایسی مہارت کا ثبوت دیا۔ علمائے فلکیین دنگ رہ گئے کوئی ان کی برابری نہ کرسکا۔ مغرب نے بھی عربوں کے تفوق کو تسلیم کیا ہے یہاں تک کہ لالاند مشہور فرانسیسی عالم فلکی بتانی کو ان بیس علمائے فلکیات میں شمار کرتا ہے جو اپنی مہارت اور خصوصیات کے اعتبار سے ساری دنیا میں فرد ہیں[1]۔ زمین کی کرویت پر بھی عربوں کے بہت سے اقوال ملتے ہیں۔ ان کا یہ خیال بھی تھا۔ کہ زمین ایک محور پر گردش کررہی ہے بڑی منفعت بخش رصدیں انھوں نے ایجاد کی زمین کے لئے نقطۂ ذنب کی حرکت عربوں نے بیان کی۔ گرمائی اور سرمائی اعتدالوں کی قسمت میں بھی انھوں نے اصلاحیں کیں فلک معدل النہار پر فلک بروج کے میل کی قیمت کا اندازہ بھی عربوں ہی نے کیا۔ اور تعجب خیز امر یہ ہے اس میل کا حساب نہایت دقیق ہے۔ اپنی رصد میں ایک دقیقہ تک کا حساب رکھتا تھا[2]۔ آفتاب زمین سے کتنا بلند ہے اس سوال کا جواب جو انھوں نے دیا تھا وہ تقریباً وہی ہے۔ جو آجکل کے علمائے فلکیات دیا کرتے ہیں[3]۔ آلات رصد میں اسطرلاب بھی عربوں کی ایجاد ہے۔ غرض اس فن میں انھوں نے غیر معمولی اضافے کئے میں نے "بسائط علم الفلک" میں دیکھا ہے۔ کہ پچاس فیصدی ستاروں کے نام وہی ہیں۔ جو عربوں نے رکھے تھے[4]۔ اور آج تک وہ فرنگی زبانوں میں برابر مستعمل ہو رہے ہیں۔ اس فن میں اُن کی مہارت اور کمال کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے۔ کہ بعض فلکی علمائے ایسے مکانات بنائے تھے جن میں آسمان تھا آسمان پر تارے تھے بادل تھے بجلیاں تھیں سب ہی کچھ تھا۔ اور دیکھنے والے کو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ آسمان کے نیچے کھڑا ہو[5]۔ علمائے مغرب کا اس میں اختلاف ہے۔ کہ حرکت قمر میں انواع خلل کے انکشاف کا سہرا کس کے سر ہے؟ بعض لوگ تیخو براہی کا نام لیتے ہیں اور بعض ابوالوفا[6] کا لیکن اب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے۔ کہ اس انکشاف کا سہرا ابوالوفا کے سوا کسی اور کے سر نہیں ہے[7]۔

جب عربوں نے عیش و عشرت کے میدان میں قدم رکھا تو اس میں بھی وہ سب سے بازی لے گئے ایک طرف اگر علوم و فنون میں انھوں نے نظریات و خیالات کی ندرت کاریوں سے ایک عالم کو محو حیرت بنا رکھا تھا دوسری طرف بزم انجمن میں بھی وہ

---

(۱) ملاحظہ ہو المقتطف العلوم بابت ماہ جنوری سنہ ۳۱ء ۱۲ (۲) اسمٰعیل مظہر تاریخ الفلک العربی ص ۴۵، ۴۶
(۳) اسمٰعیل مظہر تاریخ الفلک العربی ص ۴۶ (۴) فانڈیک کتاب علم الہندسہ ص ۱۳۷ (۵) المقری نفح طیب ج ۲ ص ۲۳۱
(۶) کاجوری تاریخ الریاضیات ص ۱۰۵ (۷) کتاب تراث الاسلام ص ۳۹۵

سب سے پیش پیش تھے ان کی بزم آرائیاں آج تک لوگوں کی زبانوں پر اور کتابوں کے اوراق پر محفوظ ہیں۔ انہوں نے جب شعر و شاعری کی طرف توجہ کی تو ایسا کمال پیدا کیا۔ کہ میدان میں کوئی حریف نہیں رہ گیا۔ جب موسیقی کی طرف ان کی نظر متوجہ ہوئی تو ایسے راگ اور باجے ایجاد کئے۔ کہ مرور ایام کے باوجود آج تک وہ باقی ہیں۔ جب انہوں نے تعمیر پر نظر عنایت کی۔ تو ایسے ایسے قصور و محلات تیار کرکے کھڑے کر دیئے کہ دنیا میں جنت کا نمونہ قائم کر دیا۔ ان کی عمارتوں کو خوبی و خوشنمائی سنگینی و استحکام اور تناسب و تناسق پر جب نظر پڑتی ہے۔ تو عقل حیران رہ جاتی ہے۔ ایک نظر مصر کی عمارات دمشق کی جامع اموی اندلس کے قصور و معبد پر ڈالئے تو عظمت اب بھی وہاں سجدہ ریز نظر آئے گی۔ الحمرا کی قرار واقعی خصوصیات میں بیان کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ لیکن میں نے اُس کے متعدد اوصاف مقالات کتب میں پڑھے ہیں۔ جو مشاہدے پر مبنی ہے۔ اور ہر وصف ایک دوسرے سے علیحدہ نتیجہ ہے۔ الحمرا کی عجوبہ زائیوں اور حیرت فروشیوں کا اس کی عظمت و جلال ہندسی (انجینیرنگ) کا کون انکار کر سکتا ہے؟ مغربی علمار نے بھی الحمرا کے گن گائے ہیں۔ اور اُس کی نزاکت، صنعت اور استحکام عمارت کا اعتراف و اقرار کیا ہے۔ فرنگیوں نے محلات اور کوشکوں کے نام حمیرا اور کزار (یعنی حمرا اور قصر) رکھنا شروع کئے حمیرا (حمرا) کے معنی ہیں۔ ان کے یہاں قصرے پڑ گئے۔ جو خوبصورت ہو مضبوط ہو۔ اس کے اندر باغیچہ ہو۔ طرح طرح کے پھول ہوں۔ غرض ہر چیز سے آراستہ و پیراستہ ہو۔[1]

قصر حمرا، عربوں کے جاہ حشم اور عیش و تنعم کی ایک زندہ یادگار ہے۔ خوف طوالت کے خیال سے اشبیلیہ کے قصر کبیر اور اندلس کے قصر زہرا اور قصر زاہرہ وغیرہ کا ذکر نظر انداز کیا جاتا ہے۔ قصر زاہرا میں سنگ مرمر اور دوسرے طرح طرح کے نادر پتھروں کو اس حسن و خوبی سے استعمال کیا گیا تھا۔ کہ قوت بیان اُس کی تشریح سے عاجز ہے۔ اس میں سینکڑوں طلار سرخ کے مورتیں تھیں۔ مثلاً عقاب، ہرن گھڑیال، شاہین وغیرہ ان میں سے ہر مورت ہیرے جواہرات سے مرصع تھی۔ فوارے کی طرح اُس کے منہ سے پانی نکلتا رہتا۔[2]

یہ عمارتیں کیا تھیں ہمارے شعرا اور ادبا کے لئے ایک اچھا خاصا میدان ہاتھ آگیا۔ مختلف شعرا نے اپنے اشعار میں ادبا نے اپنی نثر میں ان عمارتوں کے کمالات و خصوصیات حسن و جمال تشریح و تعبیر اور اصلی تصویر کھینچنے میں اپنا پورا زور قلم صرف کر دیا۔

سطور بالا میں فن تعمیر کی چند نادر مثالیں پیش کی گئیں ان کے علاوہ عراق شام اور دوسرے ممالک اسلامیہ میں حضارت تمدن کے جو نمونے عربوں نے قائم کئے وہ ایسے ہیں۔ کہ عصر حاضر کے بڑے بڑے علمار بھی ان کا اعتراف

---

[1] مجلۃ الکلیتہ جلد ۱۵ ص ۳۳۰ [2] مجلۃ الکلیتہ ۱۵ ص ۳۳۰

کہتے ہیں۔ اسپین کے ایک بہت بڑے انجینئر کا بیان ہے کہ "جب میں مسجد قرطبہ کو دیکھتا ہوں۔ تو محسوس کرتا ہوں کہ ہمارے ملک میں سب سے بڑا اور اہم اور قابل ذکر تحفہ عجیبہ وہ یہی مسجد ہے۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ دنیا اب تک اس مسجد کی نظیر پیش نہیں کر سکی" آگے چل کر وہ کہتا ہے کہ مختلف قسم کے صناعات ہیں اور پانی کو طرح طرح کاٹ کے نکالنے میں عربوں نے جو طریقے اختیار کئے تھے عہد حاضر کا فن اب تک وہاں نہ پہنچ سکا[1] فلسفہ میں عربوں نے جو کمال حاصل کیا تھا اس سے ایک دنیا واقف ہے کندی، ابن سینا، ابن ہیثم، اور ابن رشد وغیرہ ان اساطین میں ہیں کہ اب تک بہت سے دانشوران مغرب انکی خوشہ چینی کو اپنے لئے باعث فخر سمجھتے ہیں۔ عربی سفارت لندن کے بحر بے پایاں کے یہ چند قطرے تھے جو اس صحبت میں پیش کئے گئے مغربی علماؤں نے عربوں کے عمران و تمدن پر بہت سیر حاصل بحثیں کیں ہیں جن میں سے ہر ہر گوشہ ایک دفتر کی حیثیت رکھتا ہے۔ فرنگی علماؤں نے کبھی عربوں کے مآثر کی جستجو کی تو ان پر یہ حقیقت روشن ہو گئی کہ عرب ہر چیز میں سبقت لے جا چکے ہیں ایک بڑے مغربی دانشور کا قول ہے۔ "بہت سی ایجادات و اختراعات کو ہم یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ یہ ہمارے مساعی کا نتیجہ ہیں۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ کی کاوش و جستجو کے بعد یہ ثابت ہو گیا کہ ہمارا خیال غلط تھا عرب ان چیزوں میں مدت ہوئی بازی لے جا چکے ہیں۔

پھر یہ بھی عجیبات ہے کہ ایک طرف تو ایسے قدر شناس مغربی علماء ہیں جو قدم قدم پر عربوں کی دستگیری کے قائل ہیں اور دوسری طرف ایسے حق ناشناس بھی ہیں جو اپنے زعم علم میں اس کی ضرورت کبھی محسوس نہیں کرتے کہ اپنے ماخذ و مصادر کا تذکرہ کر دیں۔ اس لئے کہ اس میں عربوں کا ذکر آ جائیگا اور اسے وہ پسند نہیں کرتے لیکن ایسے انصاف پرور علماء بہرحال موجود ہیں جو نہایت فراخدلی سے عربوں کی علمی و عمرانی خدمات کا اعتراف خندہ جبینی کے ساتھ کرتے ہیں۔

طوریان کا قول ہے۔ کہ اپنے زمانے میں عربوں نے علوم و فنون کی ترقی میں جو کچھ کیا ویسا کوئی نہیں کر سکا۔ اگر ہم یہ کہیں کہ یورپ ان کے خدمات علمی کی بنا پر ہمیشہ ان کا رہین منت رہا اور شاید رہے گا۔ ؟ (مترجم) تو یہ مبالغہ نہیں ہے۔ بالخصوص تیرھویں اور چودھویں صدی عیسوی کی نہضت میں ان کی یہ خدمات ایک بہت بڑی عامل تھی۔

بلاشبہ حضارت عرب ایک حلقہ امثال ہے۔ عراق و یونان و مصر و روما وغیرہ یعنی حضارت قدیم اور حضارت جدید کے درمیان عرب ہی تھے جنھوں نے یونان وغیرہ کے علوم کو ضائع ہونے سے بچایا وہی تھے۔ جنھوں نے ان علوم و فنون کو عربی میں منتقل کیا وہی تھے۔ جنھوں نے ان علوم و فنون پر اضافے کئے اور بالآخر اسپین کی راہ سے یہ سارا سرمایہ یورپ پہنچا دیا کا جوری اور سمت اعتراف کرتے ہیں۔ کہ ریاضیات اور فلکیات میں عرب سب کے استاد تھے۔ بارون دی فو کہتا ہے۔ یونان نے جو علمی ورثہ چھوڑا رومی اسے نہ قائم رکھ سکے نہ اس کی قدر کر سکے لیکن عربوں نے اس میراث کو جوں کا توں باقی رکھا ہے بلکہ اسے ترقی کے سب سے بڑے درجے پر پہنچا دیا۔ انھوں نے اپنے پروان چڑھانے میں اپنی پوری کوششیں صرف کر دیں۔

---

[1] المقری نفح الطیب ج ۱، ص ۲۳

اور بالآخر انھوں نے وہ میراث عہد حاضر کو سپرد کردی ۔

ڈاکٹر سارطون نے جامع امریکہ بیروت میں ایک خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا :۔

" بعض مغربی علمار خواہ مخواہ عربوں کی جلالت علمی کا اعتراف نہیں کرتے قرون وسطی میں عربوں نے علم و فن کو جو فروغ دیا اس کا اقرار کرتے ہوئے وہ ہچکچاتے ہیں ۔ کہتے ہیں عربوں نے یونانی علم و فن کو نقل اور ترجمہ کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کیا یہ بہت بڑی غلط بیانی ہے ۔ اگر ہم اسے فرض بھی کرلیں کہ نقل و ترجمے کے علاوہ انھوں نے کچھ اضافے نہیں کئے تب بھی کیا یہ دنیا کی ایک عظیم الشان خدمت نہیں کی تھی ۔ اگر ان کے ترجمے آج نہ ہوتے تو ہم ترقی کی اس منزل پر نہ ہوتے بلکہ اب تک ہم قرون وسطی ہی میں نظر آتے "

ڈاکٹر سارطون کا یہ خیال بھی ہے کہ انکشاف سے اگر فائدہ نہ اٹھایا جائے ۔ تو اس کی حیثیت کچھ نہیں رہ جاتی لیکن جو انکشاف سے فائدہ اٹھائیں اس کو برتنا سیکھیں اور سکھائیں وہ بھی ڈاکٹر صاحب کی نظر میں اس کا مستحق ہے کہ اسے موجد مانا جائے ۔ چنانچہ فرماتے ہیں :۔

" قرون وسطی میں عرب دنیا کے سب سے بڑے معلم تھے عربوں کی نقل و ترجمہ کی حیثیت میکانکی نہیں تھی کہ لفظ بہ لفظ لکھ دیا ، یا ہو بہو چربہ اتار دیا بلکہ ان کی چیزوں میں روح تھی زندگی تھی انھوں نے یونان سے علوم و فنون حاصل کرنے میں بھی تامل نہیں کیا اور ہندوستان سے بھی بلا تامل انھوں نے قابل اخذ چیزیں حاصل کیں "

یہ ہے ایک مختصر سی داستان ایک گزری ہوئی قوم کی ۔ جو اگرچہ زندہ ہے ۔ لیکن مرچکی ہے ۔

اسلام اور رواداری

مصنفہ مولانا رئیس احمد جعفری

قیمت چھ روپے

ملنے کا پتہ :۔ ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ ۔ کلب روڈ لاہور